فتوی نمبر ٣/١٣٥٠

سوال نمبر 1

سوال یہ ہے کہ جلسے کرنا بازاروں یا چوکوں میں یا بڑی بڑی پارکوں میں اسی طرح مسجدوں میں اور ان جلسوں میں نعرہ بازی کرنا جیسے نعرہ رسالت نعرہ صحابہ زندہ آباد نعرہ ختم نبوت اور اسی طرح مختلف نعرے لگانے جائز ہیں یا نہیں۔

اگر یہ جائز ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یا صحابہ کے دور میں کوئی ایک تاریخ ثابت کر کے دیں اور کتاب کا حوالہ بھی دیں

سوال نمبر 2

سوال یہ ہے کہ جلسے میں جو حضرات بیان کرنے کے لیے آتے ہیں یا تلاوۃ قرآن شریف کرتے ہیں اور نعت خواں جو نعتیں پڑھتے ہیں اور ان کا اجرت لینا کیسا ہے بعض خطیب اور بعض تلاوۃ کرنے والے اور بعض نعت خواں اجرت کو مقرر کرتے ہیں کہ ہم اتنے پیسے لیں گے کیا ان کا اس طرح مقرر کرنا اور پیسے لینا جائز ہے یا نہیں

سوال نمبر 3

سوال یہ ہے کہ داڑھی کو کلر کروانا کیسا ہے جیسے کالی مہندی لگانا کھتائی رنگ کروانا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو حدیث سے ثابت کر کے بتائیں

جواب منسلک ہے

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)..........کسی دینی یا دنیوی مصلحت کے لئے پرامن جلسہ کیا جاسکتا ہے تاہم یہ ضروری ہے کہ وہ جلسہ خلاف شرع امور سے خالی ہو اور ان جلسوں کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کیا جائے جہاں کسی کی حق تلفی نہ ہو اور نہ ہی اس سے عام لوگوں کی ایذارسانی کا اندیشہ ہو۔

نعرے سے متعلق تفصیل یہ ہے کہ ہر وہ نعرہ جس سے کسی خلاف شرع امر کی تائید ہوتی ہو یا تعصب اور قوم پرستی پر مشتمل ہو یا جس سے فتنہ پھیلنے کا ظن غالب ہو اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے البتہ جن نعروں سے کسی کی دل آزاری نہ ہو اور (فتنہ پیدا کرنے والا نہ ہو) نہ ہی وہ خلافِ شرع ہو نیز مذکورہ خرابیاں بھی ان میں موجود نہ ہوں تو ایسے نعروں کی گنجائش ہے بشرطیکہ ناجائز ہونے کی کوئی اور وجہ موجود نہ ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے عام اجتماع میں تو نعرہ کا ثبوت باوجود تلاش کے نہ مل سکا البتہ غزوات میں اس طرح کے نعرے حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں جیسے غزوہ خیبر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الله اكبر خربت خيبر" صحیح بخاری ج ۲/۶۰۳، ۶۰۴ اسی طرح غزوہ احد کے موقع پر ابوسفیان اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مکالمہ صحیح بخاری ج ۲/۵۷۹ میں تفصیل سے مذکور ہے۔

(۲)..........نعت خواں کے لئے نعت ونظم سنا کر اجرت لینا جائز ہے بشرطیکہ نعت وغیرہ کا مضمون غیر شرعی نہ ہو اور اجرت پہلے سے طے کرلی گئی ہو اور اگر اجرت طے نہ کی گئی ہو بلکہ بطور انعام بعد میں کچھ دے دیا جائے یا آنے جانے کا کرایہ اور کھانے پینے کے اخراجات دے دئے جائیں تو یہ بھی درست ہے۔ (ماخذہ التبویب ۱۸۹/۵۹ و ۲۲۴/۱)

قراء کے لئے قرآن سنانے اور خطباء کے لئے فی وعظ وعظ کی اجرت لینا جائز نہیں۔ البتہ کرایہ اور کھانے پینے کے اخراجات یہ بھی لے سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر اجرت پہلے سے طے شدہ نہ ہو اور خطیب اللہ کی رضا کے لئے وعظ وتبلیغ کرے اور اس کا اجرت لینے کا دل میں کوئی ارادہ نہ ہو پھر کوئی شخص اپنی خوشی سے قاری یا خطیب کو بطور ہدیہ یا انعام کچھ دے دے تو اس کے لینے کی گنجائش ہے۔ البتہ اگر کوئی واعظ اپنے آپ کو صرف وعظ کے لئے فارغ کرلے اور بطورِ پیشہ اختیار کرلے تو پھر حبس وقت کی وجہ سے اجرت کی گنجائش ہے۔ (ماخذ تبویب بتصرف ۱۲۵۸/۱۳)

فی الشامية (٦/٤٢٤)

قوله وشاعر لشعر لأنه إنما يدفع له عادة قطعا للسانه كما مر فلو كان ممن يؤمن شره فالظاهر إنما يدفع له حلال بدليل دفعه عليه الصلاة والسلام بردته لكعب بقصيدته المشهورة تأمل

وفيه ايضاً (٦/٥٦) ولا لأجل الطاعات الأصل أن كل طاعة يختص بها المسلم لا

يجوز الاستيجار عليها عندنا لقوله عليه الصلاة والسلام اقرؤوا القرآن ولا تأكلوا به

(۳)..........خضاب کے متعلق مختلف صورتوں اور مختلف حالات کے اعتبار سے احکام شرعیہ میں کچھ تفصیل ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سیاہ رنگ کے سوا دوسرے رنگوں کا خضاب علماء مجتہدین کے نزدیک جائز بلکہ مستحب ہے اور سرخ خضاب خالص حناء کا یا کچھ سیاہی مائل جس میں کتم شامل کیا جاتا ہے مسنون ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جمہور محدثین کے نزدیک ایسا خضاب کرنا ثابت ہے۔ اگر آدمی ایسی عمر میں سیاہ خضاب یا مہندی لگائے جس عمر میں عام طور پر بال سفید ہوجاتے ہیں تاکہ وہ جوان نظر آئے تو یہ دھوکہ ہے جو ناجائز ہے اور اگر دھوکہ دینا مقصود نہ ہو صرف بیوی کو خوش کرنے کیلئے استعمال کرے تو اس میں اختلاف ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک یہ صورت بھی مکروہ ہے البتہ اگر کسی جوان آدمی کے بال وقت سے پہلے سفید ہوجائیں تو سیاہ خضاب یا مہندی لگا سکتا ہے اس لئے کہ اس میں دھوکہ نہیں بلکہ جوانی میں بالوں کا سفید ہونا عیب ہے اور عیب کا ازالہ جائز ہے۔ (مأخذ جواہر الفقہ ج ۲/۴۲۷)

فی الصحیح لمسلمؒ

عن جابر بن عبد الله قال: أتي بأبي قحافة يوم فتح مكة ورأسه ولحيته كالثغامة بياضاً، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: غيّروا هذا بشيء واجتنبوا السواد۔ (كتاب اللباس و الزينة، باب استحباب خضاب الشيب بصفرة أو حمرة وتحريمه بالسواد)

وفی تکملة فتح الملهم (۱۴۸/٤)

وقد ثبت فی غیر حدیث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يخضب بالحناء

وفیه ایضاً (۱۵۰/٤)

ان الخضاب بالسواد يختلف حكمهٗ باختلاف الاغراض على الشكل التالي:

الاول: ان يكون الخضاب بالسواد من الغزاة ليكون اهيب في عين العدوّ، وهذا جائز بالاتفاق۔

والثاني: ان يفعلهٗ الرجل للغش و الخداع و ليرئ شاباً وليس بشاب، فهذا ممنوع بالاتفاق۔

والثالث: ان يفعلهٗ للزينة، وهذا فيه اختلاف، فاكثر العلماء علىٰ كراهته تحريماً۔

فی الدر المحتار ج ۴۲۲/٦

يستحب للرجل خضاب شعره ولحيته ولو في غير حرب في الأصح والأصح أنه عليه الصلاة والسلام لم يفعله ويكره بالسواد وقيل لا

واللہ اعلم بالصواب

محمد عدنان عزیز

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۴۳۲/۴/۳۰ھ

۵ اپریل ۲۰۱۱ء

الجواب صحیح

[signature]

۱۴۳۲/۵/۲ھ

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ

۱۴۳۲/۵/۱ھ

دارالافتاء

فتویٰ نمبر ۳/۱۳۵

Scanned by CamScanner